جلد ۱۰ | تبوک ۱۳۵۵ ہش | شمارہ ۹
ستمبر ۱۹۷۶ء

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

سالانہ اشتراک

پاکستان . . . . . . دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک اسی روپے
" " بحری ڈاک چالیس روپے

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۵۶ ہش

رمضان المبارک ۱۳۹۶ ھ ستمبر ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ دس روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

XXXXXX

ناشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام ...... دفتر ماہنامہ انصاراللہ

اشاعت ...... دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۷ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۹

تبوک ۱۳۵۶ ہش

—(۱)—

ہر شب شب قدر است

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں ایک رات لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ یہ رات طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ یعنی اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس یا انتیس کو ہوتی ہے۔ اس رات کی جہاں ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہوگی۔ وہاں احادیث میں ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ اس رات مطلع ابر آلود ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک بار رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی کی اس رات بارش ہوئی تھی اور مسجد کے ٹپکنے کی وجہ سے حضورؐ کی جبین مبارک پر گیلی مٹی کے آثار تھے۔ اس رات کی فضیلت سورہ "قدر" میں قرآن پاک نے یہ بیان فرمائی ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ
فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ.

(سورۃ القدر)

کہ لیلۃ القدر ہزار ماہ سے بھی بہتر ہے۔ اور اس میں فرشتوں اور روح الامین کا نزول ہوتا ہے اور یہ فضیلت اور کیفیت اس رات کی صبح تک قائم رہتی ہے۔ قرآن مجید میں روح - جبرائیل امین، قرآن پاک - کلام الٰہی اور الہام کے

معنوں میں مستعمل ہے۔ اور احادیث میں اس رات کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ لیلۃ القدر میں اس سال کے رزق مال اور تقدیروں کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس رات کی تلاش میں خدا کے نیک بندے معروف عبادت رہتے ہیں۔ وہ خدا سے عجز و نیاز کرتے ہیں اور جن کو خدا توفیق دیتا ہے۔ وہ دس دن کے لئے اپنے گھر کو خیر باد کہہ کر خانۂ خدا میں چادریں تان کر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ اس احکم الحاکمین کے در پہ دھونی رما لیتے ہیں۔ کتنے مبارک ہوتے ہیں وہ لمحات جب اسی دنیا میں رہتے ہوئے خدا کے عابد بندے بال بچوں کے فکر سے بے نیاز ہو کر اس کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی کوششوں اور دعاؤں سے اس خالق و مالک کو راضی کرتے ہیں۔ اس کے ہو کر اس کو اپنا بناتے ہیں۔ وہ پردے تان کر اس کے آگے گڑگڑاتے ہیں۔ ایک بار اعتکاف میں ایک دوست کی چیخیں نکل گئیں۔ دریافت کرنے پر انہوں نے بتلایا کہ مجھے یہ خیال آیا کہ مولا! ان چادروں کو تان کر چڑیا بھی شکار نہیں کی جا سکتی اور میں کتنا عجیب ہوں کہ تجھے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ وقت وقت کی بات تھی انسانی تخیل پر تو پابندیاں تھیں۔ لیکن خدا کا محبوب جس کی اتباع میں رضائے خداوندی ہے فرماتے ہیں کہ جب بندہ خدا کی طرف چل کر جاتا ہے تو وہ احکم الحاکمین دوڑ کر بندے کی طرف آتا ہے۔ اور نوافل بندے کو خدا کے اتنا قریب کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں ایسے بندے کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور پاؤں ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔

احادیث کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں یعنی رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ کوشش ہونی چاہیئے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ بھی کافی نہیں کہ بس ایک رات یا دس راتوں کو عبادت میں گزار دیا۔ اور پھر چھٹی ہوئی۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جو لمحہ غفلت میں گزارا جائے۔ وہ ہمیں روحانی تنزل کی طرف لے جائے گا۔ جو دم غافل سو دم کافر والی بات ہوگی۔ اپنی تقدیر کو بدلنے کے لئے انسان کو اس خالق و مالک ذو العرش کا "عبد" بننا پڑیگا۔ اس کے در سے بے نیازی اور استغنا تو کفرانِ نعمت اور لعنت ہے۔ اس لئے کسی نے کہا ہے۔ ؎

ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی

کہ اگر تجھے رات کی قدر ہو تو ہر رات لیلۃ القدر ہے جب دل آستانۂ الوہیت پر گر جائے، روح جس لمحے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جائے۔ جب آپ کی عاجزانہ راہیں خدا کو پسند آ جائیں وہی لمحہ آپ کے لئے لیلۃ القدر ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا تیسرا حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر آتا ہے۔ یعنی بندے کے قریب ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں۔ کوئی مغفرت طلب کرے میں اسے بخش دوں۔ فرمایا صبح تک یہی عمل جاری رہتا ہے۔ تو کیا کوئی رات ایسی ہوتی ہے۔ جب اللہ بندے کی نہیں سنتا۔ پس ہر رات لیلۃ القدر بن سکتی ہے۔ اور رمضان کی یہ رات سبق دیتی ہے

کہ جب تو نے شیطان سے جنگ کی، خدا کو پانے کے لئے تکلیف اور مشقت برداشت کی، نیکیوں کی طرف رغبت کی تیری تقدیر بدل جائے گی۔ جب تو نے آنسوؤں کے پانی سے دل کو دھو کر خدا کی بارگاہ میں پیش کیا وہ قبول کر لیا جائے گا۔ اور وہی تیری لیلۃ القدر ہوگی۔

حضرت عمرؓ کے لئے وہ گھڑی لیلۃ القدر تھی جب وہ دامن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوئے وہ گھر سے چلے تھے حضورؐ کا سر قلم کرنے لیکن دعائے رسول ہو چکی تھی اور وہ درگاہ حق تعالےٰ میں قبولیت کا جامہ پہن چکی تھی۔ تقدیر کا تماشہ دیکھئے۔ گھر سے قتل کے ارادہ سے جانے والا حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ عمرؓ کی زندگی میں یہ گھڑی لیلۃ القدر تھی۔ کہ عمرؓ کی تقدیر بدل گئی۔ عکاظ کے میلے میں کشتی لڑنے والا عمر رضی اللہ عنہ بن گیا۔ اور جب اس شخص کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی جو ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے رات کی تاریکی میں بیٹھا ہوا تھا کہ مدح خوان سے یہ آیت سنی۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ خدا کے خوف سے دل جھک جائیں۔ اس نے بلیٰ یعنی کیوں نہیں کا نعرہ بلند کیا اور اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے کمین گاہ سے نکل آیا۔ اس کی زندگی میں یہ گھڑی لیلۃ القدر تھی۔

مسلم میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ

مَنْ يقم الحول يصب ليلة القدر

کہ جو تمام سال عبادت کرے گا اسے لیلۃ القدر ضرور نصیب ہوگی۔ مبارک ہیں وہ جو کبھی گھڑی خدا کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے۔ اور رات کی ہر گھڑی کو لیلۃ القدر ہی سمجھ کر عبادت کرتے ہیں۔ وہ رات کی گھڑیوں کی قیمت سمجھتے ہیں۔ اور اپنی بگڑی کو بنا لیتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز ÷ بخت گم کردہ را بیابد باز

کہ ہر وہ شخص جو تیری درگاہ میں عاجزی سے روتا ہے وہ اپنے گم گشتہ نصیبے کو پھر حاصل کر لیتا ہے۔

(۲)

گوٹن برگ کی مسجد کا افتتاح

الحمد للہ کہ یورپ کے ایک اور ملک میں خدا کے گھر کی تکمیل کی توفیق جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی یورپ میں مسجد کی تعمیر کسی جہت سے معمولی کارنامہ نہیں۔ عوام مقبلانہ کی بدولت ایک سال کے عرصہ میں خدا کا

ایک اور گھر مادی دنیا کے مرکز میں تعمیر ہو گیا۔ جہاں سے اب پانچ وقت خدا کی توحید اور اس کے محبوب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی منادی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کے اس فضل پر دل اس کی حمد سے لبریز ہیں۔ روح اس کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ خدا کا ہم پہ یہ انعام ہے۔ کیا ہوا اگر کچھ لوگ ہمیں مسلمان نہیں کہتے۔ وہ نہ کہیں اللہ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم زمین کے چپہ چپہ پر مساجد تعمیر کرسکیں۔ ہم یورپ اور اہل یورپ کو سچے اسلام سے روشناس کرا سکیں اور یہ خدا کا عظیم احسان ہے۔ کہ اسلام کی تبلیغ کا جو بیج مصلح موعود نے بویا تھا جسے تحریک جدید کی نہر نے پانی دیا وہ بار آور ہو رہا ہے۔ اب پاکستان سے باہر ہماری جماعتیں قربانی میں ہم سے پیچھے نہیں۔ الحمد للہ ہم تھکے نہیں لیکن تازہ دم سفید و سیاہ فام خدام میدان میں اتر چکے ہیں۔ وہ دن قریب ہیں جب اسلام کا سورج مغرب سے بھی طلوع ہوگا۔ اور تین خداؤں کے قائلین کے گھروں سے لا الہ الا اللہ کی صدا بلند ہوگی۔ خدا رحمت کرے ان عشاق پر جنہیں اس مسجد کی تعمیر اور تکمیل کی توفیق نصیب ہوئی۔

اور ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں اپنے پیارے امام کی خدمت میں ہر اس احمدی کی خدمت میں جس کے گاڑھے پسینے کی کمائی اس مسجد میں صرف ہوئی۔ یہ سطور قلمبند کرتے ہوئے مجھے بار بار "المنیر" کے یہ الفاظ یاد آئے وہ لکھتے ہیں:۔

"۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور رسمی مسائل سے دل بہلا رہے تھے۔ اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔ قادیانی ابھی ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کو مکمل کر چکے تھے۔ اور انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے گئے۔ گویا بزبان حال و قال یہ کہہ رہے تھے۔ ہم ہیں غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ ہمیں کافر قرار دینے کے لئے پر تولے ہے ہیں۔ ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔"

(المنیر۔ ۱۰ اگست ۱۹۵۴ء)

(۳)

قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

خدائے لم یزل کی آخری شریعت قرآن کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے۔

اس مبارک مہینہ میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے نزول کی ابتداء ہوئی وہ کتاب جس کے متعلق خدا نے فرمایا کہ اس کے ذریعہ پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں۔ زمین کے کنارو تک تسخیر ہو سکتی ہے۔ روحانی مُردے زندہ ہو سکتے ہیں اور جس کتاب نے واقعی روحانی مردے زندہ کئے پہاڑوں جیسی شخصیتوں اور سلطنتوں کے اندر جنبش پیدا کی۔ اور اس قرآن کے پڑھنے والے اپنے سینوں سے اسے لگائے اقطار عالم تک پہنچے۔ جس کتاب کو خدائے ذوالعرش نے ھدیً للنّاس کہا۔ جسے ھدیً و رحمۃً کہا۔ جسے فرقان یعنی معجزہ کہا اس قرآن کی تلاوت اس مبارک مہینہ میں کثرت سے کی جاتی ہے۔ بے شک اگر عشق و محبت سے اسے بغیر ترجمہ سیکھے پڑھا جائے۔ تب بھی ایک روحانی لذت ضرور محسوس ہوتی ہے۔ لیکن کیا اس کا مفہوم سمجھنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ اس پر تدبّر اور غور کا ہم کو حکم ہے یا نہیں؟ پھر تدبّر بغیر اس کے مفہوم کو سمجھے کیسے ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر ڈبیہ کے اندر بند ہو تو اس کی خوشبو سے اس طرح صحن اور گھر مہک سکتے ہیں۔ جس طرح کہ اس ڈبیہ کو کھولنے کے بعد کہ جب ہوا کے جھونکے اس سے مس کر کے اس کی خوشبو کو پھیلا دیں۔ قرآن وہ کتاب ہے جس میں ہماری تمام مشکلات اور دنیا کی آویزشوں کا حل موجود ہے۔ قرآن وہ کامل کتاب ہے جو سینے کے وساوس کا ازالہ کرتی ہے۔ قرآن ایک مضمون کو مختلف پیرایوں سے بیان کرتا ہے۔ دلوں کے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ وہ انسان کو خدا کی راہ دکھاتا ہے۔ وہ اعلیٰ اخلاق اور کردار اپنے پڑھنے والے میں پیدا کرتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے مضمون پر غور کیا جائے۔ اور اس پر عمل کیا جائے۔ بالکل درست کہا کسی نے ؎

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افہام الرجال

ہر جاننے کی چیز قرآن میں موجود ہے۔ لیکن آدمیوں کے فہم ہی کوتاہ رہے ہیں۔
سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے دنیا کو مخاطب ہو کر فرمایا۔
"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

اور ہماری تاریخ گواہ ہے جب مسلمانوں نے اس قرآن کو حرزِ جان بنایا۔ جب تک اس کا لائحہ عمل یہ کتاب رہی۔ جب تک اس نے اس عظیم کتاب سے راہنمائی حاصل کی تو وہ دنیا کا معلم رہا۔ میدانِ جنگ میں مسلمان سپاہی کی شجاعت اور جاں سپاری اس کی بدولت تھی۔ حضرت خالد بن ولید جن کی تلوار باطل شکن سے کوہ بھی لرزاں تھا۔

وہ میدان جنگ میں نجر کی نماز کے بعد تلاوت کرتے تو ان کی آنکھیں بھیگ جاتیں اور تھوڑی دیر کے بعد قرآن کو سینے سے لگاتے اور کہتے کتاب ربی کتاب ربی۔ میرے رب کی کتاب۔ میرے رب کی کتاب۔ اور یہی وہ لاثانی تعلیم ہے جس کے متعلق ہم سے جدا ہوتے وقت محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب تک اس کتاب اور میری سنت کو تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

ضرورت ہے کہ ہر احمدی اپنی زندگی کا مطمع نظر قرآن کو سمجھنا اور اس پر عمل قرار دے لے۔ کوئی احمدی ایسا نہ رہے جسے قرآن مجید کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ مسیح پاک کے نام لیواؤ یہ خدا کا سندیسہ تھا۔ یہ وہ آخری شریعت تھی جس کے متعلق میدان عرفات میں خدا کے برگزیدہ رسول نے خدا سے اطلاع پاکر اعلان کیا تھا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

کہ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

پس اس نعمت کی قدر کرو۔ ہر باپ اور ماں کا فرض ہے کہ کوئی علم سیکھنے سے پہلے وہ اپنے بچے کو قرآن سکھا دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں اگر بچے کو پہلے قرآن پڑھایا جاتے تو بچہ دین پر قائم رہتا ہے تو اولاد کو دیندار بناؤ کہ بموجب حدیث رسول نیک بچہ صدقہ جاریہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ماں باپ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ ہمارا طرۂ امتیاز تعلیم قرآن ہونی چاہیئے۔ احمدی کی تعریف یہ ہو کہ "وہ جسے قرآن آتا ہے"۔

―― (۳) ――

دلکش وعظ

نوائے وقت ۴ اپریل ۱۹۷۶ء لکھتا ہے۔

"جماعت اسلامی جھنگ کا عرب مسلمانوں پر یہودی مظالم کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ گزشتہ روز جامع مسجد نور شہید روڈ میں منعقد ہوا۔ مولانا محمد افضل شاکر امیر جماعت اسلامی جھنگ نے بڑی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق نے بیت المقدس پر قبضہ کے بعد عیسائیوں کی عبادت گاہ میں باوجود ان کی پیشکش کے اس لئے نماز پڑھنے سے عذر کر دیا۔ کہ کہیں بعد میں آنے والے مسلمان اسے نظیر بنا کر غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں دخل اندازی نہ شروع کر دیں"۔

کیا اس سے بھی مسلمانوں نے سبق لیا۔ کیا یہ باتیں دلکش وعظ کے لئے ہی ہیں اس پر عمل کی ضرورت نہیں؟

لَیْلَةُ الْقَدْر

عن عقبة وھو ابن حریث قال سمعت ابن عمر یقول قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التمسوھا فی العشر الاواخر
یعنی لیلة القدر۔ فان ضعف احدکم او عجز فلا یغلبن علی
السبع البواقی　　(مسلم کتاب الصیام باب لیلة القدر والحث
علی طلبھا۔

ترجمہ:۔ ابن حریث عقبہ کہتے ہیں میں نے سنا ابن عمرؓ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کرو۔ اگر تم میں سے کسی سے کوتاہی ہوگئی۔ یا کسی وجہ سے وہ عاجز ہوگیا تو آخری سات راتوں میں تو کوئی کوتاہی نہ برتے

اس پر اتفاق ہے کہ لیلۃ القدر یعنی وہ مبارک رات جب انسانوں کی تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں جس رات دعا کثرت سے قبول ہوتی ہے جس رات رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے۔ وہ رات رمضان کے آخری عشرہ میں آتی ہے رمضان کا سارا مہینہ بڑی برکتوں والا مہینہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا حضور کمر کس لیتے۔ اور آخری عشرہ کے متعلق آتا ہے اس میں آپ بہت کوشش کرتے۔

منزل کے قریب پہنچ کر مقابلہ کرنے والے زیادہ جوش دکھاتے ہیں کہ آغاز مقابلہ میں اگر کچھ سستی ہوگئی ہے تو اس کی کسر آخر میں پوری کر لی جائے۔ وہ فرد یا قوم جو مقابلہ کے آخر میں سست پڑ جائیں۔ وہ حاصل کردہ کامیابی کو گنوا بیٹھتے ہیں۔ آخری عشرہ ظاہر کرتا ہے کہ برکتوں والے ایام ختم ہوا چاہتے ہیں۔ اس لئے خداوند سے عفو، مغفرت، اس کی رضا طلب کریں۔ ایسا نہ ہو کہ بہار کے ایام گزر جائیں۔ اور ہم محروم رہ جائیں۔

حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں اکیسویں رات تیئسویں رات۔ ستائیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کی تصدیق فرمائی۔ یعنی کسی سال یہ ۲۱ویں رمضان میں آئی تو دوسرے سال ۲۳ویں اور پھر ۲۷ویں رات میں یہ مبارک رات آئی اور حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستائیسویں ہی لیلۃ القدر ہو اس کی حضور نے تردید فرمائی۔ اور ہمیشہ یہی فرمایا کہ آخری عشرہ میں اسے تلاش کرو۔ مبارک وہ جو آخر میں نہ تھکے بلکہ ہمت باندھ لے اور اس رات کو عجز و نیاز میں گزارے۔

—(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)—

نماز وہ ہے جس میں دعا کا مزہ آجائے

"نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرو سجدہ میں بیٹھ کر رکوع میں کھڑے ہو کر ہر مقام پر اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو جن لوگوں کی زبان عربی نہیں ہے اور عربی نہیں سمجھ سکتے ان کے واسطے ضروری ہے کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگے۔ اور عربی دعاؤں اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے نماز کو صرف منتر جنتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالےٰ سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ آج کل لوگ جلدی جلدی نماز ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے جس نماز میں تضرع نہیں۔ خدا تعالےٰ کی طرف رجوع نہیں۔ خدا تعالےٰ سے رقت کے ساتھ دعا نہیں وہ نماز خود ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے جس میں دعا کا مزہ آجاوے۔"

(تفہیم المصلّی صفحہ ۴۰۹-۴۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

شَمْسُ الْهُدیٰ طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَّكَّةَ

(دین کا آفتاب ہم پر مکہ معظمہ سے چڑھا۔)

يَا كَنْزَ نِعَمِ اللهِ وَ الْآلَاءِ
اے اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے خزانے
يَسْعىٰ اِلَيْكَ الْخَلْقُ لِلْاِرْكَاءِ
لوگ پناہ کے لئے آپ کی جناب میں حاضر ہوتے ہیں

يَا بَدْرَ نُوْرِ اللهِ وَ الْعِرْفَانِ
اے خدا کے نور اور عرفان کے بدر
تَهْوِیْ اِلَيْكَ قُلُوْبُ اَهْلِ صَفَاءِ
اہلِ صفا کے دل آپ کی طرف گرتے ہیں۔

يَا شَمْسَنَا يَا مَبْدَءَ الْاَنْوَارِ
اے ہمارے آفتاب اور مبدء الانوار
نَوَّرْتَ وَجْهَ الْمُدْنِ وَالْبَيْدَاءِ
آپؐ نے شہروں اور جنگلوں کو روشن کردیا۔

اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ
شَانًا يَّفُوْقُ شُئُوْنَ وَجْهِ ذُكَاءِ
میں آپؐ کے نورانی چہرہ میں آفتاب کی شان سے بڑھ کر شان پاتا ہوں۔

مَا جِئْتَنَا فِیْ غَيْرِ وَقْتِ ضَرُوْرَةٍ
آپؐ بے وقت اور بے ضرورت تو نہیں آئے ہیں۔
قَدْ جِئْتَ مِثْلَ الْمُزْنِ فِی الرَّمْضَاءِ
آپؐ سخت گرم موسم میں بارش کی طرح عین ضرورت پر آئے ہیں

اِنِّیْ رَاَيْتُ الْوَجْهَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ
وَجْهٌ كَبَدْرِ اللَّيْلَةِ الْبَيْضَاءِ
میں نے وہ طلعت دیکھی ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طلعت ہے۔ چہرہ جیسے چودھویں رات کا چاند ہو۔

شَمْسُ الْهُدیٰ طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَّكَّةَ
دین کا آفتاب ہم پر مکہ معظمہ سے چڑھا۔
عَيْنُ النَّدٰی نَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءِ
بخشش کا چشمہ حرا سے ہم پر پھوٹ پڑا۔

ضَاهَتْ اَيَاةَ الشَّمْسِ بَعْضُ ضِيَائِهٖ
اس کی ضیا سورج کی شعاعوں سے مشابہ ہے۔
فَاِذَا رَاَيْتُ فَهَاجَ مِنْهُ بُكَائِیْ
جب دیکھتا ہوں تو مجھ پر رونا طاری ہو جاتا ہے

(درثمین عربی صفحہ ۳۰۱-۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

رہبرِ ما سیّدِ ما مصطفےٰؐ است

(مصطفےٰؐ ہمارا پیشوا اور سردار ہے۔)

رہبرِ ما سیّدِ ما مصطفےٰؐ است — آنکہ ندیدست نظیرش سروش
مصطفےٰؐ ہمارا پیشوا اور سردار ہے۔ جس کا ثانی فرشتوں نے بھی نہیں دیکھا۔

آنکہ خدا مثلِ رخش نافرید — آنکہ رہش مخزنِ ہر عقل و ہوش
وہ ایسا ہے کہ خدا نے اس کے چہرہ جیسا اور کوئی چہرہ پیدا نہیں کیا۔ اور جس کا طریقہ ہر قسم کی عقل اور دانش کا خزانہ ہے

دشمنِ دیں حملہ بروے کند — حیف بود گر نشینم خموش
دشمنِ دین اس پر حملہ کرتا ہے۔ افسوس کی بات ہوگی اگر میں خاموش بیٹھا رہوں۔

چوں سخنِ سفلہ بگوشم رسید — در دلِ من خاست چو محشر خروش
جب کمینہ دشمن کی بات میرے کان میں پہنچی۔ تو میرے دل میں قیامت کا جوش پیدا ہوا۔

چند توانم کہ شکیبے کنم — چند کند صبر دلِ زہر نوش
کب تک میں صبر کرتا رہوں۔ زہر پینے والا دل کب تک صبر کرسکتا ہے۔

آں نہ مسلماں بتراز کافر است — کش نبود از پئے آں پاک جوش
وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافروں سے بھی بدتر ہے جسے اس پاک نبی کے لئے جوشِ غیرت نہ ہو۔

جاں شود اندر رہِ پاکش فدا — مژدہ ہمیں است گر آید بگوش
اس کے پاک مذہب پر ہماری جان قربان ہو۔ مبارک بات یہی ہے اگر سننے میں آئے۔

سر کہ نہ در پائے عزیزش رود — بارِ گراں است کشیدن بدوش
وہ سر جو اس کے مبارک قدموں میں نہ پڑے مفت کا بوجھ ہے جسے کندھوں پر اٹھانا پڑتا ہے۔

(درثمین فارسی ۱۸۰، ۱۸۱)

درود شریف کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

اگر خواہی نجات از مستی نفس ٭ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ٭ بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

—— (از محترم چوہدری محمد شریف صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ) ——

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں داخل ہونے والوں کے لئے جو دس شرائط بیعت مقرر فرمائیں ان میں تیسری شرط یہ مقرر فرمائی

(۱) "سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالے کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنا لے گا۔"

(شرائط بیعت مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

(۲) اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالےٰ کی راہیں بڑی دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸ حاشیہ)

(۳) اپنے الہام صلّ علیٰ محمد و آلِ محمد سیّد ولد آدم و خاتم النبیین کے متعلق آپ اپنی کتاب براہین احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"درود بھیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔"
یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں۔ اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔

سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے ؎

ہیچ محبوبے نہ ماند ہمچو یارِ دلبرم ۔ مہر و ماہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب ۔ واں کجا باغے کہ می دارد بہارِ دلبرم

اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہوگیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴) پھر حضور علیہ السلام اپنی کتاب تریاق القلوب میں فرماتے ہیں:۔
"ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریق پر مجھے سورہ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواب دنیا سے گزر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا۔ اور بار بار دم بدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا۔ وہ آٹھویں دن راہیٔ ملکِ بقا ہوگیا۔ حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔
جب بیماری کو سولہواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں۔ مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔
سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ اللھم صل علیٰ محمد وآل محمد۔
اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو۔

ہاتھ ڈالی اور یہ کلمات طیبات پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سبب تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی معہ ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی۔ اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی۔ اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے۔ اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو۔" (تریاق القلوب صفحہ ۳۸/۲۹ نشان ۱۵)

(۵) نیز فرمایا:۔ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ دوم۔ یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً۔ موہبت الٰہی۔" (رسالہ ریویو اردو جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۱۴/۱۵)

(۶) حضور علیہ السلام اپنے ایک مکتوب بنام حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب رض میں فرماتے ہیں:۔

"نماز کو مغز دار بنانا چاہیئے جو دعا اور تسبیح اور تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔ اور دعا اور استغفار اور درود شریف کا التزام رکھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے نیک کاموں اور نیک خیالوں اور نیک ارادوں کی توفیق مانگنی چاہیئے کہ بجز اس کی توفیق کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہستی تحت ناپائیدار اور بے بنیاد ہے غفلت اور غافلانہ آسائش کی جگہ نہیں۔" (البدر ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء)

افاداتُ البخاری

لم یکذب ابراھیم الّا ثلاثا کی تحقیق

(از محترم شیخ عبد القادر صاحب ۲۱۵ رستم پارک نواں کوٹ لاھور)

حضرت امام بخاریؒ کا طرزِ عمل صحیح بخاری کی تالیف میں یہ ہے کہ ایک ہی حدیث کو کئی کئی باب میں ذکر کرتے ہیں لیکن ہر باب میں سلسلہ سند بدلا ہوتا ہے۔ وہ ایک حدیث سے متعدد مسائل اخراج کرتے ہیں اور تبدیلی سند سے حدیث کی قوت کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک حدیث کو بلا تبدیلی سند اور بلا تغیر الفاظ امام بخاریؒ نے دہرایا ہو۔

کسی حدیث کو پہلے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں، پھر دوسری جگہ دوسرے صحابی سے، تیسری جگہ تیسرے صحابی سے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حدیث غرابت کے درجہ سے نکل کر شہرت یا تواتر معنوی کے درجہ کو پہنچ جائے۔[1]

صحیح بخاری میں جو عنادین دیئے گئے ہیں وہ گویا مضمون کے ترجمان ہوتے ہیں۔ ان تراجم کو ابواب کہتے ہیں۔ ان کی مختلف صورتیں اور اغراض ہیں۔ سیرت امام بخاری میں ہے۔

"کبھی امام بخاری ترجمۃ الباب میں اس حدیث کے الفاظ ذکر کرتے ہیں۔ جو ان کی شرط پر نہیں ہے اور اُس حدیث کی صحت کی شہادت کے لئے باب کے تحت میں وہ حدیثیں لاتے ہیں۔ جو امام صاحب کی شرط پر صحیح ہیں جس سے ترجمۃ الباب کی تائید اور تصحیح منظور ہوتی ہے۔ کبھی ترجمۃ الباب میں تردیداً وہ مسئلہ ذکر کرتے ہیں۔ جو کسی خاص شخص کا مسلک ہے ... لیکن امام صاحب کے نزدیک غلط ہے۔ اسی طرح کسی ترجمۃ الباب میں ایسی حدیث لاتے ہیں جو امام صاحب کے نزدیک ثابت نہیں۔ ایسے مقامات میں باب کے تحت میں صحیح حدیثوں کے لانے سے اس مسلک یا اس حدیث کا رد کرنا مقصود ہوتا ہے۔"[2]

---

[1] سیرت امام بخاری از مولانا محمد عبد السلام مبارک پوری اعظم گڑھی حصہ دوم ص۱۳۴

[2] سیرت بخاری ص۳۵-۳۶

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کا فن "تصریف روایات" ہے۔ وہ اس اسلوب کی مدد سے توضیح کے علاوہ نقد و نظر سے بھی کام لیتے ہیں۔ روایت کی تصحیح، الفاظ و معنے کی وضاحت ان کا مطمح نظر ہے۔

افسوس کہ شرح بخاری میں ان اصولوں کو پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ جس حدیث پر امام بخاری نے اشارۃً تنقید کی ہے۔ اس کے کسی ٹکڑے کو غلط بتانا مقصود ہے۔ اسے بھی بہر طور صحیح سمجھ لیا گیا۔ لہذا مسائل کے استخراج میں کلامی طور پر غلطی کر گئے۔ جماعت احمدیہ کی شروح میں اس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔

۲۔ حضرت امام بخاریؒ کا ایک خاص اسلوب یہ ہے کہ بعض دفعہ دوسری حدیث لاکر پہلی حدیث کے کسی سقم کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ یا پہلی حدیث ہی میں عقدے کو کھول دیتے ہیں۔ بعض حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جن کے موقوف اور مرفوع ہونے میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور امام بخاری کے نزدیک مرفوع ہونا راجح ہوتا ہے۔ . . . . .
. . . . یہاں بھی دونوں سلسلہ سند کو لاکر اشارہ کر دیتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ مثلاً حدیث لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا ہے۔ کتاب الانبیاء میں اس کی دو سندیں لائے ہیں پہلے کی مرفوع صورت دی ہے۔ دوسری سند میں "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" حذف ہے۔ دوسری سند کا آخری فقرہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ کے بعض فقرے شامل ہیں "ابوہریرہ نے کہا اے آسمانی پانی کے بیٹو وہی ہاجرہ تمہاری ماں ہے"۔ اس فقرہ پر یہ حدیث ختم ہوتی ہے۔

امام بخاری نے اس طریق سے اشارہ یہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض فقرے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ حضرت ابوہریرہؓ کا ذاتی اجتہاد ہے۔ اس اجمال کی اب تفصیل ملاحظہ ہو۔ پہلی سند میں ہے۔ محمد بن سیرین نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نے تین باتوں کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ (حدیث ۳۱۲۲)

اب اگلی حدیث ملاحظہ ہو۔

محمد بن سیرین نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین باتوں کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

گویا دوسری سند میں جبکہ وہ بھی ابن سیرین سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں۔ اسی طرح اس سند کے آخر میں قال ابو ھریرۃ ... کے بعد حضرت ابوہریرہؓ کا ایک فقرہ ہے جس سے ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ حدیث کے بعض ٹکڑے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں بلکہ ابوھریرۃ کی باتیں یا ان کا مفہوم ہے۔

اسی سند میں یہ فقرہ بھی محل نظر ہے۔

"پھر ابراہیم سارہ کے پاس آئے کہا سارہ روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی مومن نہیں"
حالانکہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے کہ لوط ہجرت سے پہلے کے مومن ہیں فرمایا فآمن لہ لوط (العنکبوت ۲۷)
ظاہر ہے کہ اس غیر مرفوع روایت کے الفاظ میں خامی ہے اور خامی اس لئے ہے کہ وہ روایت باللفظ نہیں بلکہ بالمعنیٰ ہے۔

نقد و نظر

شارح بخاری السید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب زیر نظر حدیث پر ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ فن حدیث کے ماہرین نے روایات کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک روایت باللفظ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ صحت و ضبط کے ساتھ نقل کئے گئے ہوں۔ اور دوسری قسم روایت بالمعنیٰ جس میں الفاظ کا خیال نہ رکھا گیا ہو بلکہ صرف مفہوم ادا کیا گیا ہو۔ پس ایسی روایت جو نہ تو باللفظ درست ہو اور نہ بالمعنیٰ اور احادیث سے ہو۔ اور پھر قرآن کریم کے صریحاً خلاف بھی کس طرح قابل توجہ ہو سکتی ہے۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں:-
لیکن یہ نہایت مشکل ہے کہ وہ روایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول قرار دی جائے بحالیکہ بعض راویوں نے اسے رسول اللہ علیہ وسلم کا قول قرار ہی نہ دیا ہو۔ ان کی روایت میں الفاظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں۔ جیسا کہ روایت زیر باب میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ابوہریرہؓ ہی سے نقل کی ہے۔ اور ان سے باقی نقل کرنے والے سب تابعین ہیں صحابی ایک بھی نہیں۔" (جامع صحیح مسند بخاری جلد ۱۲ ص۱۴۳)
اس نقد و نظر میں مجھے صرف اتنا اضافہ کرنا ہے کہ حضرت امام بخاریؒ کے پیش نظر خود وہی تنقید ہے جو کہ اوپر کی گئی۔ وہ "تصریف روایات" کے فن میں اسقام روایت کی طرف اشارہ کر جاتے ہیں۔ اس کا مزید ثبوت بھی بخاری شریف میں موجود ہے۔ کتاب الانبیاء کے بعد اب کتاب التفسیر کی طرف آیئے۔
کتاب التفسیر میں بھی حضرت امام بخاری نے اس مسئلہ کو صاف کر دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں حدیث شفاعت کا بیان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف یہ قول منسوب ہے

وَإِنِّيْ قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ

اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (اس لئے شفاعت کے لئے خدا کے سامنے جاتا ہوا

شرماتا ہوں))

اس حدیث میں آدمؑ، نوحؑ اور موسےٰ علیہم السلام بھی اپنے بعض ذنوب کا ذکر کرتے ہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق ہے۔ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْباً

اور وہ اپنا کوئی گناہ ذکر نہیں کریں گے۔ (کتاب التفسیر باب قولہ ذریۃ من حملنا مع نوح - حدیث ۴۷۲۹)

یہ عجیب بات ہے کہ کتاب التفسیر کے شروع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت درج ہے۔ اس میں نہ خلیل اللہ کے کذبات کا ذکر ہے اور نہ حضرت مسیحؑ کے ذنب کی نفی۔ اس تقابل سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حدیث ان احادیث قصص میں سے ہے جن میں بعض وقت راویوں کے خیالات کا اثر الفاظ حدیث پر پڑ جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ یمنی تھے قبیلہ دوس سے آئے تھے اور اسرائیلی روایات سے واقف تھے۔ ان کے بیان کردہ قصص میں اہل کتاب کے علم کلام کی جھلک ملتی ہے۔ حضرت انسؓ عرب کے امی تھے انہوں نے بالکل سیدھی سادی بات بیان کردی ہے۔ ان کی بیان کردہ روایت میں کسی جھوٹ کا کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ حضرت عیسےٰ کے ذکر میں عدم ذنب کا۔ ہر نبی کہتا ہے کہ میں شفاعت کے لائق نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی یہی کہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آدمؑ نوحؑ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی بعض خطاؤں کا ذکر کرتے ہیں لیکن خلیل اللہ کے کذب چھوڑ کسی ذنب کا بھی ذکر نہیں۔ صاف ظاہر ہے کذبات ثلاثہ کا ذکر فرمودۂ رسول نہیں بلکہ راوی کا ذاتی اجتہاد ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر اور کتاب الانبیاء میں دونوں جگہ اشارہ کردیا کہ راوی کے خیالات کا اثر حدیث پر پڑا ہے۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہؓ کی اس روایت کے بارے میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ روایت تسلیم نہ کی جائے۔ کیونکہ وہ قرآن مجید کی تصریحات کے مخالف ہے۔

مجھے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ خود امام بخاری نے اس حدیث کو من وعن صحیح تسلیم نہیں کیا۔ پہلے مرفوع روایت لاتے ہیں پھر اسی سند سے غیر مرفوع روایت لاکر یہ اشارہ کرتے ہیں کہ اس کے بعض ٹکڑے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہیں۔ یہ اسلوب خاص امام بخاری کا ہے۔ ایسے بیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ کتاب التفسیر میں مزید وضاحت کردی کہ کذبات ثلاثہ، ابو ہریرہؓ کا اجتہاد ہے۔

جس طرح قرآن حکیم نے "تصریف آیات" کے ذریعہ مضمون کو واضح، مکمل، مبین اور روشن سے روشن تر کیا ہے۔ اسی نہج پر حضرت امام بخاریؒ نے "تصریف روایات" کے ذریعہ اصل حقیقت کی طرف لطیف اشارات کئے ہیں ان اشارات کا سمجھنا امت پر ایک قرض ہے جس کا چکانا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افادات البخاری کے نیچے

جو مضمون بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ تصریف روایات کے ذریعہ حضرت امام بخاری نے بہت سے حقائق بیان کئے ہیں خصوصاً وفاتِ مسیح اور مسیح کی آمد ثانی کی حقیقت کو واشگاف کیا ہے۔ حضور کشتی نوح میں فرماتے ہیں:-

"تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۶۱ ایڈیشن دسمبر ۱۹۳۲ء)

اسی نہج پر حضرت امام بخاری رح نے کتاب الانبیاء اور کتاب التفسیر میں خدا تعالےٰ کے مقدس نبیوں کی شان اور عظمت کو ظاہر کیا ہے۔ اور ہر داغ کو دھو دیا ہے۔ لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا والی حدیث امام بخاری پہلے کتاب البیوع میں لائے۔ اس میں لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا نہیں ہے۔ بلکہ صرف سارہ والے واقعہ کا ذکر ہے۔ مگر وہاں آپ نے اس حدیث پر ناقدانہ نظر نہیں ڈالی کیونکہ اس کا صحیح مقام کتاب الانبیاء تھا۔ کتاب الانبیاء میں ابن سیرین کی دو سندیں لا کر ان کے تقابل کے ذریعہ یہ واضح کر دیا کہ اس حدیث کے بعض ٹکڑے مرفوع نہیں ہیں بلکہ ابوہریرہ رض کا ذاتی اجتہاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ٹکڑے انہ کان صدیقا نبیا کے خدائی سرٹیفکیٹ اور فامن لہ لوط ؑ کی صراحت قرآنی کے سراسر خلاف ہیں۔

دوسری سند کے آخر میں قال ابوھریرۃ لاکر یہ بتا دیا کہ اوّل قول بھی ابوھریرۃ کا ہے۔ یعنی یہ کہ ابراہیم نے تین جھوٹ بولے ہیں۔ کیا یہ اشارات صاف طور پر نہیں بتا رہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد روایت پر تنقید ہے نہ کہ محض تائید۔ حضرت امام بخاری کے نزدیک اس طویل حدیث کے بعض ٹکڑے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ استخراج مسائل میں آپ نے ان ٹکڑوں پر انحصار نہیں کیا۔ اور کتاب الانبیاء میں اصل حقیقت کھول دی۔ اگر ان ٹکڑوں کو آپ صحیح سمجھتے تو "توریہ" کا ایک مستقل باب بن سکتا تھا۔ اس باب پر یہ حدیث بالکل منطبق تھی۔ باب الصدق و اخفاء الصدق بن سکتا تھا لیکن امام بخاری کی نگاہ دور رس نے کوئی ایسا باب نہیں باندھا

حضرت امام فخر الدین رازی نے یہ کہہ کر امام بخاری پر کوئی احسان نہیں کیا کہ چونکہ اس روایت کے بعض ٹکڑے قرآن مجید کی تصریحات کے مخالف ہیں اس لئے انہیں صحیح تسلیم نہ کیا جائے۔ امام بخاری اگر زندہ ہوتے تو تبسم فرماتے کہ رازی یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے کب ان ٹکڑوں کو صحیح مانا ہے جو قرآن کے خلاف ہیں۔ میں نے تصریف روایات کے ذریعہ ثابت ہی یہ کیا ہے کہ یہ ٹکڑے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔ افسوس کہ رازی اس رمز کو سمجھ نہیں سکے۔ جو حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت میں مضمر ہے جبکہ اپنا مسلک یہ ہے کہ :-

خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ محمد حسین بٹالوی کے جواب میں کذبات ثلاثہ کی واضح تردید کی ہے۔ وہ تین جھوٹوں کے قائل تھے۔ ان کے مسلمات کے پیش نظر فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں جو نادانوں کی نظر میں سخت بے ہودہ اور شرمناک کام ہے ...... (مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغگوئی میں داخل تھا ... اگر خلیل اللہ کے کلمات کی طرح ہمارا کوئی کلمہ کسی نادان کی نظر میں بصورت دروغ معلوم ہو تو یہ اس کی نادانی ہوگی۔"

(آئینہ کمالات اسلام طبع اول ۵۹۸۔۵۹۷)

خدا ایک پیارا خزانہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑیگا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴ ۔ ۲۵)

خلافتِ ثالثہ کے ابتدائی ایام کے بعض پہلے پہلے واقعات

مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ

نیک کاموں میں کوشش کر کے اوّلیت کا مقام حاصل کرنا بہت فخر کی بات ہوتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ بغیر کسی کوشش کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا موقعہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کوئی کام کسی نسبت سے پہلے واقع ہو جاتا ہے اور جس کو اس کا موقعہ ملتا ہے۔ اس کے لئے باعثِ فخر اور وجہ شکر اور دوسروں کے لئے قابلِ رشک ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت سلسلہ احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے جو دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافتِ ثالثہ کے قیام کا نظارہ بھی اللہ تعالیٰ نے دکھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو بھی اس اعزاز سے نوازا کہ انتخابِ خلافتِ ثالثہ کے موقعہ پر خاکسار کو بوجہ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ہونے کے بطور سیکرٹری مجلس انتخاب خلافت فرض ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ جبکہ اس مجلس کے صدر مکرم محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان تھے۔ خاکسار کو ان دنوں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام پر ہونے کی وجہ سے یہ خیال آیا کہ بعض اہم واقعات کو جو خلافتِ ثالثہ کے بالکل ابتدائی ایام میں پہلے پہلے پیش آئے ان کو ریکارڈ کرتا جاؤں اور جو شخصی واقعات ہوئے ان کا تعلق جس جس شخص سے تھا اس کو بھی محفوظ کر لوں۔ چنانچہ خاکسار نے ان پہلے پہلے واقعات کو تاریخ وار مرتب کرنے کی کوشش کی جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۸-۱۱-۶۵ کو رات کے دس بجے مسجد مبارک میں احباب جماعت کی بیعت لے کر محراب کے دروازہ کے ذریعہ قصرِ خلافت تشریف لے جانے لگے تو خاکسار چونکہ بلحاظ ڈیوٹی محراب میں موجود تھا خاکسار کو موقعہ ملا کہ حضور سے مصافحہ کر کے مبارک باد عرض کی۔ اور ہدیہ بحضور پیش کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

۲۔ ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ ۴۰ یوم تک بہشتی مقبرہ تشریف لے

جاکر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی قبر پر جاکر دعا کرنے کا پروگرام شروع فرمایا۔

۳۔ ۹ر نومبر ۱۹۶۵ء کو حضور نے ایک موصی مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب آف کوٹ احمدیاں ضلع حیدر آباد کا جنازہ پڑھایا۔ یہ پہلا جنازہ تھا جو حضور نے پڑھایا۔

۴۔ ۱۰ر نومبر ۱۹۶۵ء کو حضور نے صدر انجمن احمدیہ کے ممبران اور ذمہ دار افسران کو اپنی ہدایات سے نوازا۔

۵۔ ۱۱ر نومبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ نے ممبران تحریک جدید کو اپنی ہدایات سے سرفراز فرمایا۔

۶۔ ۱۲ر نومبر کو حضور نے خطبہ جمعہ دیا۔ یہ خلافت ثالثہ کا پہلا جمعہ تھا جو حضور نے پڑھایا۔

۷۔ ۱۳ر نومبر کو حضور نے جامعہ احمدیہ میں تشریف لے جاکر اساتذہ اور طلباء کو اپنی زریں ہدایات سے سرفراز فرمایا۔

۸۔ ۲۱ر نومبر ۱۹۶۵ء کو حضور نے قصرِ خلافت میں رہائش اختیار فرمائی۔ اس موقعہ پر تین بکرے صدقہ کے طور پر ذبح کئے گئے۔ اور تین بکرے اگلے دن ذبح ہوئے۔

۹۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۶۵ء خلافت ثالثہ میں حضور نے جس پہلے نکاح کا اعلان فرمایا۔ وہ مکرم ملک نسیم احمد صاحب پسر ملک عطا محمد صاحب آف کوئٹہ کا ہمراہ بنت ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب آف توشہرہ تھا۔ ملک نسیم احمد صاحب حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے نواسے ہیں۔

۱۰۔ ۲۱ر نومبر کو حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ مکرم قاضی عبد المجید صاحب مرحوم کی بیٹی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ کے موقعہ پر مکرم قاضی رفیق احمد صاحب ہیڈ ڈرافسمین کے مکان واقعہ محلہ دارالصدر غربی پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔

۱۱۔ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۵ء کو حضور تعلیم الاسلام کالج تشریف لے گئے اور اساتذہ اور طلباء کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ اسی موقعہ پر کالج والوں نے چائے کا بھی انتظام فرمایا تھا۔ لیکن حضور نے اسکی اجازت نہ دی۔ اور منع فرمایا۔

۱۲۔ ۲۷ر نومبر کو حضور جامعہ احمدیہ کے ہال میں تشریف لے گئے اور جامعہ احمدیہ کے ریفریشر کورس کا افتتاح اپنی قیمتی نصائح سے فرمایا۔

۱۳۔ یکم دسمبر ۱۹۶۵ء کو حضور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے نشیر ہال میں تشریف لے گئے۔ اور طلباء سے خطاب فرماکر ہدایات سے نوازا۔

۱۴۔ ۳ر دسمبر کو حضور نے جس خوش قسمت نومولود بچے کا نام تجویز فرمایا وہ مکرم نسیم احمد صاحب وکیل ڈیرہ غازیخان کا صاحبزادہ اور مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کا نواسہ تھا۔

۱۵۔ ۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کو وکالت تبشیر کی طرف سے دی گئی ایٹ ہوم پارٹی میں شامل ہوئے۔ جو بعض باہر سے آنے والے مبلغین اور بعض باہر جانے والے مبلغین کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ جس میں عبد الستار صاحب ہوکیہ بھی شریک ہوئے

۱۶۔ ۷ دسمبر ۱۹۶۵ء کو حضور نے ربوہ میں مسجد قمر محلہ دار الصدر غربی الف کی بنیاد کی اینٹ اپنے ہاتھوں سے موقعہ پر جا کر رکھی۔

۱۷۔ ۷ دسمبر ۱۹۶۵ء کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خلافت ثالثہ میں پہلا بچہ تولد ہوا۔ جو صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کا بچہ تھا۔

۱۸۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء کو حضور عبد الودود صاحب فاروقی کی بچی کی تقریب رخصتانہ پر ان کے مکان پر تشریف لے گئے جہاں انہوں نے حضور کو پھولوں کا ہار پہنایا۔

۱۹۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء کو حضور نے دعوت ولیمہ قاضی منیر احمد پسر مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری میں شمولیت فرمائی۔

۲۰۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۵ء کو حضور عزیز عطاء الرحیم پسر مکرم مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری کی برات میں شامل ہوئے اور مکرم مولوی ابو العطاء صاحب کے مکان واقعہ محلہ دار الرحمت وسطی پہنچ کر پہلے دعا فرمائی، پھر برات میں شامل ہو کر محلہ دار النصر میں دلہن کے گھر تشریف لے گئے یعنی بخانہ مکرم محمد حنیف صاحب (منیجر ڈیری فارم) اور وہاں دعا کے رخصتانہ فرمائی

۲۱۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کو ایک علیحدہ کمرہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں حضور نے حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے افراد خاندان مرد و عورتوں کو علیحدہ طور پر شرف ملاقات بخشا۔ اور سب کے ساتھ دعا فرمائی۔

۲۲۔ ۲۸ جنوری ۱۹۶۶ء کو حضور کا خاص فوٹو [illegible] کا ایڈ سٹوڈیو لاہور والوں نے لیا پھر عملہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ساتھ فوٹو کھچوانے کا شرف بھی بخشا (بشمول عملہ دفتر بیرونی ایل اور پہرہ داران)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔ قد افلح من زکّھا۔ یوں تو ہزاروں چور، زانی، بدکار، شرابی، بدمعاش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں، مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں ہرگز نہیں۔ امتی وہی ہے جو آپ کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے۔" (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۲۳)

صدقۃ الفطر

حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو بھیجا کہ جا کر اعلان کر دو کہ

اَلَا اِنَّ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ (ترمذی ابواب الزکوٰۃ)

کہ صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ غلام ہو یا آزاد۔ چھوٹا ہو یا بڑا حتیٰ کہ اس بچے کے والدین کو بھی یہ ادا کرنا ہے۔ جو رمضان کے آخری دن پیدا ہوا ہے۔ اور اس کی مقدار احادیث میں ایک صاع کھانا یا جو یا کھجور یا منقیٰ یا پنیر بیان کی گئی ہے۔ صاع ایک پیمانہ ہے جس کا وزن دو سیر سے اڑھائی سیر تک بیان کیا گیا ہے۔ اب اگر آج اڑھائی سیر پنیر یا کھجور کی قیمت لگائی جائے۔ تو یہ تو کافی رقم بنتی ہے۔ جو یا گندم کے اڑھائی سیر کی قیمت تین روپے کے قریب بنتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت ترمذی میں آتی ہے کہ لوگوں نے کھجور اور جو کے ایک صاع کی قیمت گندم کے نصف صاع کے برابر مقرر کی تھی۔ اس لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نصف صاع گندم کی قیمت ادا کر دی جائے۔ جو قریباً ڈیڑھ روپیہ بنے گا۔ عرب میں کھجور یا پنیر عام ہوتا تھا۔ قریباً ہر شخص کو دستیاب تھا۔ گندم وہاں نسبتاً مہنگی تھی۔ اس کی قیمت زیادہ تھی۔ اس لئے کھجور اور پنیر کے ایک صاع کو گندم کے نصف صاع کے برابر قرار دیا۔

ان احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقۃ الفطر کی روح یہ ہے کہ عید سے پہلے مسلم معاشرہ یہ انتظام کرے، کہ ہر مسلمان کے گھر اس دن کھانے پینے کا سامان پہنچ جائے۔ اور رمضان نے ہمیں یہ سبق سکھلایا تھا۔ اس نے ہمیں یہ احساس کروایا تھا کہ پیٹ بھر کر کھانے والو ان کا بھی خیال رہے جو خالی پیٹ سوتے ہیں۔ اسی لئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس المومن الذی یشبع وجارہٗ جائعٌ الیٰ جنبہ

وہ مومن نہیں جو خود سیر ہو کر سوئے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

پس عید منانے والو! ان کی عید کا عید سے قبل بندوبست کر دو۔ جن کے گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں تا فرد نہیں پوری قوم عید منائے۔

الاحکام تحت ظلال القرآن

(محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ)

جو نکاح کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ کیا کریں؟

سوال۔ وہ لوگ جن کے لئے شادی کا انتظام نہ ہو سکتا ہو وہ کیا کریں؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (سورہ نور آیت ۳۴) یعنی چاہیئے کہ وہ لوگ جن کو نکاح کا موقعہ میسر نہیں اپنی طاقتوں کو دبا رکھیں۔ یعنی ایسی احتیاطوں سے جو شہوت کو کم کرتی ہیں اپنے جوشوں کو کم کریں مگر زنا نہ کریں۔ اور یہ نہ کریں کہ اپنی طاقتوں کو بالکل ضائع کر دیں۔ جن کے ذریعہ سے بقائے نسل کا تقاضہ پورا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اپنی فطرت کو مسخ کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ فطری طاقتوں کو کچل دیا جائے۔

لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ

اس آیت کے یہ معنے کرنا کہ جب تک مال حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح نہیں کرنا چاہیئے درست نہیں کیونکہ اس آیت میں اس شخص کا ذکر نہیں جو غریب ہو اور نکاح نہ کرے بلکہ اس شخص کا ذکر ہے جو غریب ہو اور جسے غربت کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص رشتہ دینے کے لئے تیار نہ ہو۔ پہلے تو یہ بتایا تھا کہ اگر کسی غریب کا نکاح ہو سکتا ہے اور وہ اپنی غربت کی وجہ سے نکاح نہ کرے تو یہ درست نہیں وہ نکاح کرلے۔ اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔ اور یہاں یہ بتایا ہے کہ اگر کسی کو غربت کی وجہ سے رشتہ نہ ملے تو اس وقت تک وہ عفت سے کام لے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے لئے رشتہ کا انتظام نہ کر دے۔ (تفسیر کبیر سورۃ نور ص۳۱۲)

خطبہ یعنی منگنی۔

سوال۔ کیا کوئی ایسی حدیث ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ نکاح سے پہلے منگنی پسندیدہ ہے؟

جواب۔ کثرت کے ساتھ اس قسم کی حدیثیں مروی ہیں جن میں منگنی کا ذکر ہے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس حضرت عائشہؓ کی منگنی کا پیغام بھیجا ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں

عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشۃ الی ابی بکر فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وھی لی حلال

(بخاری باب تزویج الصغار من الکبار صفحہ ۲/۷۶۰)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی کی منگنی کا پیغام ابوبکر رضی کے پاس بھجوایا۔ انہوں نے عرض کی میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا بے شک تم میرے دینی بھائی ہو لیکن رشتہ ازدواج کی ممانعت کا تعلق خونی رشتہ سے ہے۔ اس لئے عائشہ رضی سے میرا نکاح جائز ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے کہ

قال المغیرۃ بن شعبۃ خطبت امراۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انظر الیھا فانہ احری ان یؤدم بینکما الخ

(ابن ماجہ کتاب النکاح باب النظر الی المراۃ اذا ارادہ ان یتزوج صفحہ ۱۳۴)

یعنی حضرت مغیرہ رضی کہتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کے متعلق شادی کا پیغام بھجوایا اور حضور علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا لڑکی کو دیکھ لو اس طرح جس اطمینان کے ساتھ تم شادی کروگے اس کے نتیجہ میں تمہارا یہ ازدواجی تعلق دائمی اور مستحکم ہوگا۔

غرض منگنی کا رواج عرب معاشرہ کا حصہ تھا اور اسلام نے بھی اسے قائم رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام علماء نے اسے مستحسن قرار دیا ہے۔ بلکہ بعض نے اسے واجب تک کہا ہے۔

سوال۔ فریقین کی رضامندی سے منگنی پختہ ہوگئی ہے۔ لیکن بعد میں لڑکے والوں نے کوئی اور رشتہ پسند کرکے شادی کرلی۔ کیا اس سے لڑکی والوں کی عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ اور اس طرح لڑکی والوں کی شہرت کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا ازالہ کس طرح ہوگا

جواب۔ دنیا کی زندگی دو دائروں میں گھومتی ہے۔ قانونی دائرہ اور اخلاقی دائرہ۔ قانونی دائرہ کی زندگی پر اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک انسان کو بھی اختیار دیا ہے۔ اور اسے اجازت دی کہ جو اس کی خلاف ورزی کرے۔ اسے مناسب سزا دی جائے۔

اخلاقی دائرہ کی زندگی میں خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ وہ نیتوں اور ارادوں کو دیکھ کر ایسی کوتاہیوں کی سزا دے گا۔

طے شدہ منگنی کو توڑنا ایک اخلاقی جرم ہے اور اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ انسانی حکومت و اقتدار کو اس جرم کی سزا دینے کا اس نے اختیار نہیں دیا۔ علاوہ ازیں انسان جب ایک اقدام اپنی مرضی

اور اختیار سے کرتا ہے تو اس کے نیک و بد نتائج کے لئے بھی اسے تیار رہنا چاہیئے۔ منگنی کا عہد ایک اختیاری اور اخلاقی عہد ہے اور اس لئے ہے تاکہ فریقین دیکھ بھال اور سوچ سمجھ لیں۔ تاہم اس کے کوئی قانونی نتائج نہیں پس اگر بعد میں لڑکی والے بدعہدی کرتے ہیں تو اس کا کم و بیش ناخوشگوار اثر لڑکے والوں پر پڑے گا۔ اور اگر لڑکے والے پھرتے ہیں تو لڑکی اور اس کا خاندان اس سے متاثر ہوں گے۔ اور یہ اثرات دونوں کے لئے متوقع ہیں لہذا منگنی طے کرنے کی صورت میں انہیں یہ سمجھتے ہوئے منگنی کے ان اثرات کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ جو دونوں طرف سے متوقع ہو سکتے ہیں اور اس دائرہ میں قانونی اقتدار ان کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔ البتہ اس موقعہ پر اگر کوئی تحائف دیئے گئے ہیں۔ تو منگنی ٹوٹنے کی صورت میں معروف طریق پر وہ واپس کئے اور کرائے جا سکتے ہیں۔

رشتہ کے بارہ میں ضروری تحقیق اور تسلّی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اسلام نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کی نسبت تسلی کر لیں عورت کے رشتہ دار بھی تسلی کر لیں کہ واقع میں مرد ایسے اخلاق کا ہے کہ اس سے رشتہ کرنا عورت کے لئے بھی آئندہ نسل کے لئے بھی مفید ہوگا۔ اور نکاح کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ مرد کی پسند ہو عورت کی منظوری ہو۔

اور عورت کے باپ یا بھائی یا جو خاندان کا بڑا مرد ہو اس کی منظوری ہو۔ اور اگر خاندان میں کوئی مرد نہ ہو۔ تو حاکم شہر اس امر کی تسلی کرے کہ کسی عورت کو کوئی شخص دھوکا دے کر تو شادی نہیں کرنے لگا۔ عورت اور مرد میں اس وجہ سے فرق رکھا گیا ہے کہ مرد طبعاً ایسے امور میں جرأت کرتا ہے۔ اور خود دریافت کر لیتا ہے کہ لڑکی کیسی ہے۔ لیکن عورت شرم کرتی ہے اور اس کے احساسات تیز ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ جلد دھوکہ میں آجاتی ہے۔ پس اس کے لئے اس کے خاندان کے بڑے مرد کی تحقیق اور منظوری یا ایسے کسی آدمی کی عدم موجودگی میں حاکم شہر کی منظوری ضروری رکھی گئی ہے۔

چونکہ اسلام میں پردہ کا حکم ہے اس لئے نکاح کے ابتدائی امور طے ہو جانے اور دیگر امور میں تسلی ہو جانے پر مرد اور عورت کو آپس میں ایک دوسرے کو شکل دیکھنے کی اجازت دی ہے تاکہ اگر شکل میں کوئی ایسا نقص ہو۔ جو بعد میں محبت کے پیدا ہونے میں روک ہو تو اس کا علم مرد اور عورت دونوں کو ہو جائے"۔ (احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۰۱)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا بیسواں سالانہ اجتماع

زعماء اعلیٰ / زعماء انصار اللہ توجہ فرمائیں

قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ امسال مجلس انصار اللہ کا بیسواں مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۲۹-۳۰-۳۱ اکتوبر / اخاء ۱۳۵۵ہش / ۱۹۷۶ء بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ یہ اجتماع خدا تعالےٰ کے فضل سے غیر معمولی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ خاص طور پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات اور قلوب میں اثر پیدا کرنے والی نصائح سننے کا موقع ملتا ہے۔ حاضرین بزرگان سلسلہ اور اہل علم اصحاب کی پُرمغز تقاریر سے بھی مستفید ہوتے ہیں۔ رقت سے پُر دعاؤں اور انابت الی اللہ کے جو مواقع اجتماع میں ملتے ہیں ان کی لذت شامل ہونے والے احباب ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ دلوں میں ایک خاص قسم کی طمانیت اور سکون پیدا ہوتا ہے امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی زیارت اور دوستوں سے ملاقات ان امور کے علاوہ ہے۔ آپ ازراہ کرم ابھی سے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے انصار کو پرزور تحریک فرمائیں۔ دستور اساسی انصار اللہ کے مطابق ناظمین اعلیٰ / ناظمین اضلاع نیز زعماء اعلیٰ / زعماء کی اس مرکزی اجتماع میں حاضری لازمی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ صدر مجلس سے قبل از وقت رخصت حاصل کر لیں۔ مندرجہ ذیل امور کی طرف بھی ازراہ کرم فوری توجہ فرمائیں۔

۱۔ شوریٰ انصار اللہ کے لئے اگر آپ اپنی مجلس کی طرف سے کوئی تجویز بھجوانا چاہتے ہوں۔ تو مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد لکھ کر (معین الفاظ میں) ۲۰ ستمبر / تبوک تک دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ اس کے بعد آنے والی تجاویز پر غور ممکن نہ ہوگا۔

۲۔ اپنی مجلس کی طرف سے نمائندگان شوریٰ کا انتخاب کروا کر ان کے اسماء سے مرکز کو مطلع فرما دیں۔ قواعد کے مطابق ۲۰ اراکین یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ منتخب ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ بلحاظ صحابی ہونے اور ناظمین اعلیٰ ناظمین اضلاع اور زعماء / زعماء اعلیٰ اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے ممبر ہوں گے۔ نمائندگان کی اطلاع مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ اخاء / اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔ اس تاریخ تک آپ کی طرف سے اطلاع مل جانی چاہیئے۔

۳۔ سالانہ اجتماع انصار اللہ کا چندہ جس کی شرح ایک ماہ کی آمد کا پانچ فیصد یا کم از کم تین روپے سالانہ فی رکن مقرر ہے جملہ اراکین سے وصول کر کے جلد بھجوا دیا جائے تاکہ اجتماع کے انتظامات احسن طریق پر سرانجام دیئے جا سکیں۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصاراللہ میں

چندہ دینے والے احباب

قسط نمبر ۳

مندرجہ ذیل احباب نے تین سو یا تین سو زائد روپے تعمیر گیسٹ ہاؤس انصاراللہ میں ادا کئے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ انشاء اللہ تعالےٰ ان احباب کے اسمائے گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر مناسب جگہ کندہ کرائے جائیں گے۔ اگر کسی دوست کا نام شائع ہونے سے رہ گیا ہو تو براہِ کرم دفتر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کو مطلع فرمائیں۔

نمبر شمار	نام	رقم
۱	مکرم ڈاکٹر ملک خداداد صاحب کراچی	۳۱۳ روپے
۲	مکرمہ نورجہاں صاحبہ اہلیہ ملک خداداد صاحب کراچی	۳۱۳ "
۳	مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ مرحومہ اہلیہ " " "	۳۱۳ "
۴	مکرم ملک مولاداد خان صاحب مرحوم والد صاحب ملک خداداد صاحب کراچی	۳۱۳ "
۵	مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ مرحومہ والدہ " " " "	۳۱۳ "
۶	مکرم مرزا محمد عثمان صاحب کویت	۴۰۰ "
۷	مکرم ڈاکٹر حاجی عبدالمجید خان صاحب مرحوم صحابی منجانب عبدالوحید خان صاحب کوئٹہ	۳۰۰ "
۸	مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب گورایہ ولد چوہدری محمد بخش صاحب گورایہ دارالعلوم غربی ربوہ	۳۰۵ "
۹	مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بہاول پور	۳۰۰ "
۱۰	مکرم رانا محمد یعقوب صاحب مرحوم از طرف رانا مبارک احمد صاحب فرید روڈ بہاولپور	۳۰۰ "
۱۱	مکرم قریشی محمد حسین صاحب موجد مفرح عنبری والے صحابی منجانب قریشی محمد اسمٰعیل صاحب راولپنڈی	۳۰۰ "
۱۲	مجلس انصاراللہ ۵۵ ج۔ب ضلع ساہیوال	۳۰۰ "
۱۳	مکرم شیخ انوار رسول صاحب پہلے ۳۰۰ روپے ادا کر چکے تھے۔ اب مزید والدین مرحومین کی طرف سے ۴۰۰ روپے ادا کئے ہیں۔	

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

شوریٰ انصاراللہ کے لئے تجاویز

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے بیسویں سالانہ اجتماع (منعقدہ ۲۹-۳۰-۳۱ اکتوبر ۱۹۷۶ء) کے موقعہ پر مجلس شوریٰ انصاراللہ کا انعقاد بھی ہوگا۔ شوریٰ کا ایجنڈا زیر ترتیب ہے۔ اگر کوئی مجلس اپنی طرف سے شوریٰ کے لئے کوئی تجویز بھجوانا چاہتی ہو تو مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد لکھ کر (معین الفاظ میں) ۲۰ ستمبر/تبوک تک دفتر مرکزیہ میں بھجوادیں۔ اس کے بعد آنے والی تجاویز پر غور ممکن نہ ہوگا۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

نمائندگان شوریٰ کا انتخاب

اگر آپ کی مجلس نے ابھی تک شوریٰ انصاراللہ کے نمائندگان کا انتخاب کرواکر نہ بھجوایا ہو تو یہ انتخاب کرواکر جلد مرکز میں بھجوادیا جائے۔ قواعد کے مطابق ۲۰ اراکین یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ منتخب ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی بلحاظ صحابیہ ہونے کے اور ناظمین اعلیٰ/ناظمین اضلاع نیز زعماء/زعماء اعلیٰ اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے ممبر ہوں گے۔ نمائندگان کی اطلاع مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ اخاء/اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔ اس تاریخ تک آپ کی طرف سے انتخاب کا مل جانا ضروری ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

ماھانہ رپورٹ کارگزاری انصاراللہ

جن مجالس نے ابھی تک ماہانہ رپورٹ کارگزاری بابت ماہ ظہور/اگست مرکز میں نہیں بھجوائی۔ وہ براہ مہربانی جلد اپنی رپورٹ بھجوادیں۔ اور آئندہ کے لئے اس امر کا اہتمام فرمائیں کہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کی رپورٹ مرکز میں پہنچ جایا کرے۔ کیونکہ رپورٹ کے بغیر مرکز آپ کی مساعی سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

مسابقت الی الخیر

ماہنامہ انصار اللہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ گزشتہ دنوں اس کی توسیع اشاعت کے لئے ہر ضلع کی وسعت کے لحاظ سے ناظمین اضلاع کو یہ تحریک کی گئی تھی کہ وہ مقررہ ٹارگٹ کے مطابق ماہنامہ کے لئے نئے خریدار مہیا فرمائیں۔ ضلع سیالکوٹ کے ذمہ ۵۰ نئے خریدار لگائے گئے تھے۔ یہ امر باعث مسرت وخوشی ہے۔ کہ ناظمین اضلاع میں سے سب سے پہلے بابو قاسم الدین صاحب ناظم انصار اللہ ضلع سیالکوٹ نے اپنا ٹارگٹ پورا کر دیا ہے۔ اور پچاس نئے خریداروں کی رقم دفتر میں بھجوادی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالےٰ محترم بابو قاسم الدین صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور ان کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے آمین

باقی ناظمین اضلاع کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنا مقررہ ٹارگٹ جلد پورا کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر انصار اللہ ربوہ)

— تصحیح —

ماہنامہ جون کے شمارہ میں تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ تین سو یا اس سے زائد چندہ ادا کرنے والے احباب کی جو فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس میں ضلع راولپنڈی کے مکرم شیخ عبدالوہاب صاحب کے نام کے سامنے غلطی سے ایک ہزار کی رقم لکھی گئی ہے۔ اصل رقم مبلغ ۵۰۰ روپے ہے۔

اسی طرح ضلع پشاور کے مکرم مقصود احمد صاحب کے نام کے پہلے غلطی سے دانا لکھا گیا ہے صحیح نام مرزا مقصود احمد صاحب ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

رسالہ توسیع اشاعت کیلئے
آپکے تعاون کا محتاج ہے

اے مرے پیارو شکیب وصبر کی عادت کرو

اے مرے پیارو شکیب وصبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار

جس نے نفسِ دُوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم و اسفندیار

گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار

چُپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کردیں حالِ زار

دیکھ کر لوگوں کا جوش وغیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

افترا ان کی نگاہوں میں ہمارا کام ہے
یہ خیال، اللہ اکبر کس قدر ہے نابکار

خیر خواہی میں جہاں کی خوں کیا ہم نے جگر
جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار

پاک دل پر بدگمانی ہے یہ شقوت کا نشاں
اب تو آنکھیں بند ہیں دیکھیں گے پھر انجام کار